السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

فرقہ بازی کیا ہے؟جسے اللہ تعالیٰ نے معیوب قرار دیا ہے اور حکومت، نیز عوام الناس بھی اس کی مذمت کرتے ہیں؟

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

[ اہل تفریق کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے : ’’جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور خود فرقوں میں بٹ گئے، ان سے آپ کو کچھ سروکار نہیں، ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ ‘‘ [٦/الانعام : ١٥٩

فرقہ بازی ایک ایسی لعنت اور باعث مذمت ہے جو ملت کی وحدت کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیتی ہے۔ جب لوگوں میں یہ عادات بدپائی جاتی ہیں، ان کی ساکھ اور عزت دنیا کی نظروں میں گر جاتی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرقہ بندی کو اپنے عذاب کی ایک شکل قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے : ’’آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اللہ اس بات پر قادر ہے کہ وہ تم پر تمہارے اوپر سے کوئی عذاب نازل کرے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے کوئی عذاب مسلط کر دے یا تمہیں گروہوں میں تقسیم کر کے ایک فرقے کو دوسرے سے لڑائی کا مزہ چکھا دے۔ [٦/الانعام : ٦٥]

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت بالا میںذکر کردہ تمام قسم کے عذابوں سے اللہ کی پناہ مانگی اور میری امت پر اس قسم کے عذاب نہ آئیں۔ چنانچہ پہلی اور دوسری قسم کے عذابوں کے متعلق آپ کی دعا قبول ہوگئی مگر تیسری قسم کے عذاب جو فرقہ بندی سے متعلق ہے، دعا قبول نہ ہوئی بلکہ آپ نے اس عذاب کو پہلے دونوں عذابوں کی نسبت آسان قرار دیا ہے۔ [ صحیح بخاری، التفسیر : ٤٦٢٨]

اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلی دو قسم کا عذاب اس امت کے کلی استیصال کے لئے نہیں آئے گا، البتہ جزوی طور پر آسکتا ہے۔ رہا تیسری قسم کا عذاب تو وہ اس امت میں موجود ہے جس نے ملت اسلامیہ کی وحدت کو پارہ پارہ کر کے مسلمانوں کو ایک مغلوب قوم بنا رکھا ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور پیشین گوئی فرمایا تھا :

بنی اسرائیل بہتر (٧٢) فرقوں میں تقسیم ہوگئے جبکہ میری امت تہتر (٧٣) فرقوں میں بٹ جائے گی۔ ایک گروہ کے علاوہ سب فرقے جہنم کا ایندھن ہوں گے۔ ‘‘صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ نجات یافتہ کون ہوں گے؟ آپ نے فرمایا : ’’جو اس راہ پر چلیں گے جس راہ پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔ ‘‘ [ترمذی، الایمان، ٢٦٤١]

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معیار کی نشاندہی فرمادی ہے جو قیامت کے دن اس کے ہاں اس کے عذاب سے نجات کا باعث ہوگا۔ قرآن پاک میں اسے صراط مستقیم اور سبیل المؤمنین کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر فرقہ بازوں کو مشرکین کے لفظ سے ذکر کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے : ’’اور ان مشرکین سے نہ ہو جاؤ جنہوں نے اپنا دین الگ کرلیا اور گروہوں میں بٹ گئے ہر گروہ کے پاس جو کچھ ہے وہ اسی میں مگن ہے۔ ‘‘ [٣٠/الروم : ٣٢]

اس کی وجہ یہ ہے کہ جس مذہبی یا سیاسی فرقہ کا آغاز بدعتی عقیدہ یا بدعتی عمل سے ہوتا ہے، مثلا : کسی رسول یا بزرگ کو اس کے اصلی مقام سے اٹھا کر اللہ کی صفات میں شریک بنا دینا، یہی وہ غلو فی الدین ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

پھر یہ فرقہ بازی عموماً دو قسم کی ہوتی ہے۔

ایک مذہبی جیسے کسی امام کی تقلید میں بایں طور انتہا پسندی سے کام لینا کہ اس امام کو منصب رسالت پر بٹھا دینا گویا وہ معصوم عن الخطا ہے یا کسی معمولی اختلاف کو کفر و اسلام کی بنیاد قرار دینا یا کسی اہم اختلاف کو باہمی رواداری کے خلاف خیال کرنا وغیرہ۔

دوسری سیاسی جیسے علاقائی، قومی اور لسانی بنیادوں پر تقسیم کرنا۔ درج ذیل عقائد اس فرقہ بازی کی زد میں آتے ہیں۔

1f اللہ کی ذات اور انبیا کے معجزات کا انکار۔ 2۔ اللہ کے بجائے عوام کی بالادستی اور انہیں طاقت کا سرچشمہ قرار دینا۔

3۔ کچھ ائمہ کو معصوم اور مامون قرار دینا۔

الغرض جتنے بھی فرقے ہیں، خواہ مذہبی ہوں یا سیاسی، ان کا کوئی نہ کوئی عقیدہ یا عمل ضرور کتاب وسنت کے خلاف ہوگا۔ بدعی عمل کا تعلق سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہوتا لہٰذا کسی سنت کو دیدہ و دانستہ نظر انداز کردینا یا کسی نئے کام کو ثواب کی نیت سے شروع کردینا اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ دین میں پہلے کمی رہ گئی تھی جو اس ترمیم یا اضافہ سے پوری کی جارہی ہے۔ اعاذنا اللّٰہ عنہ اگر مزید غور کیا جائے تو گروہ بندی کی تہہ میں دو ہی اغراض پوشیدہ ہوتی ہیں۔ ایک مال کی محبت، دوسرے اقتدار کی چاہت، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ’’بکریوں کے کسی ریوڑ میں دو بھوکے بھیڑیے اتنی تباہی نہیں مچاتے جتنا مال کی محبت اور منصب کی

[چاہت کسی کے ایمان کو برباد کرتی ہیں۔ ‘‘ [ترمذی، الزہد: ۲۳۷۶

اس فرقہ بندی سے محفوظ رہنے کا صرف یہی طریقہ ہے کہ قرآن اور صحیح احادیث کے مطابق زندگی بسر کی جائے اوراس سلسلہ میں دائیں، بائیں جھانکنے سے اجتناب کیا جائے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

## فتاویٰ اصحاب الحدیث

**جلد:2 صفحہ:477**